Title - FASANA - E - AJAIB MANZOOM.

Creator - Rajab Ali Beg Sarwar.

Publisher - Naami Press (Lucknow).

Date - 1981

Pages - 31

Subject - Urdu Dastan; Urdu Novel.

از فضل خدائے پاک و سامی
عالم کا جو ہے جہان حامی

اس عہد مین باکمال تزئین
فارغ کا کلام عشق آگین

فسانۂ عجائب منظوم

عشاق کو ہے کمال مرغوب
یہ قصۂ بے مثال مرغوب

شد طبع بہ مطبع گرامی
منشی نول کشور نامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار / جس سے ہوئی ظاہر ہر گل و خار

گل رنگ برنگ کو کھلائے / نقشے یہ نئے نئے جمائے

انسان کو پری لقا بنایا / قدرت کا طلسم یہ دکھایا

دی ارض و سما کو اوس نے ہستی / ہے خالق ہر بلند و پستی

ہر شے مین وہ آپ ہی ہویدا / پر اوس تک کہان خرد رسا ہے

آئینہ دل مین گر جلا ہو / صورت معنی کی رو نما ہو

دنیا مین وہی ہے اصل مطلب / باقی فانی ہین اور یہ سب

لیکن ہو صفات ذات قائم / ذات اوسکی ہے با ثبات قائم

نعت

ہے دُرِّ یتیم بحر سرمد / ہے خاتم انبیا محمد

نازان ہے زمین فلک پہ اوس سے / آدم کو شرف ملک پہ اوس سے

ہے مظہر نور ذو الجلالی / ہے شمع سرائے لایزالی

روشن ہے چراغ دین اوس سے / ہر شمع مبین اوسی سے

دیباچۂ نسخۂ جہان ہے / سردار زمین و آسمان ہے

مناجات

اے خالق خلق بندہ پرور / کر ایک نگاہ فضل مجھ پر

ہون دام ہوس کا مین گرفتار / شرمندہ و سر بسر گنہگار

جز فکر معاش کچھ نہ جانا / ہے ذکر معاد اسکا بہانا

پر زور ہے کیفیت خود پرستی / کرتا ہون بہت دراز دستی

خاطی ہون خطا ہی کام میرا / ہے نامہ سیہ تمام میرا

پر تیرے کرم سے ہے امید / کر مجکو بھی سرخروئے جاوید

رکھ فضل سے اپنے دو جہان مین / مجھ ایک ضعیف کو امان مین

سخن در مدح شاه

اے خامہ جھکا کے فرق تسلیم / لکھ مدحت شاہ بہ تعظیم

پایا ہی جو تو نے شاہ عادل / کر مدح سے اوسکی فخر حاصل

ہے ظل الہ خلق پرور / ہے خلق پر آپ سایہ گستر

جرأت مین سخا مین عدل مین آج / ہر صاحب تاج کا ہے سر تاج

ہے داد و دہش مین جبکہ مائل / دنیا مین رہا نہ نام سائل

پایا ہی سوال نے جواب اب / گھر ظلم کا بھی ہوا خراب اب

ہر شہر کہ گلزار یک جہان ہے / [illegible] کہ شاد کامراد ہا ہے

ہے اہل قلم قلم سے نامی / ہے اہل سخن اوس سے خوش کلامی

سبب تالیف

شہزادہ ہوا جو یون سخن سنج
صاف اسنے کیا ہی طنز مجھ پر

بھڑکی اودھر اور آتش رنج
اب اوڑنے لگا بہت پہ بے پر
سر پہ ہے جنون سی بار ساقی

وہ شعلہ مزاج جلکے بولی
یہ کون محل تھا خامشی کا
شیشے مین پری اوتار ساقی

شہزادے ہی ہاتھ تم ہی کو بھولی
اپنا تو کہا بھید اپنے جی کا

ذکر حسن انجمن آرا کا طوطے کی زبانی اور عاشق ہونا جان عالم کا

ہے پردہ کشاے راز خامہ
جب طول مقال سی بڑھی کد
مت کرنے سی اوسکے عاقبت کا
کس کس کا پتا بتاؤن تجھکو
ہے شاہ کی اک حسینہ دختر
وہ لب کہ گلاب دیکھ جسکو
گیسو جو اوسکے بل دکھائے
ویسا کوئی پر نظر نہ آیا
ہین سات سو اوسکی پیش خدمت
اور کتنے کو یون سبھی ہین محبوب
اور آتش عشق عقل دشمن
نادیدہ بنا حریف مجنون
سمجھا کہ بجھا چراغ فرہنگ
کیا تجھکو ضرور یہ بیان تھا
بولا یہ سمجھ وہ پر بہانہ
بس ہوش مین آ ذرا سنبھل کر
کیا فہم ہے واہ خوب سمجھے
پر تھا جو وہ امر اضطراری
گر ہے تجھے ہمرہی تو کچھ ڈر
ظاہر ہوئی جب جنون کے آثار
یہ سنکر اوسے تعجب آیا
اے جان پدر یہ بات کیا ہے

بولا کہ ضرور کیا ہے اصرار
کس کس کی خبر سناؤن تجھکو
رخ زرد ہو جس سے مہر انور
پانی غیرت کی آگ سے ہو
سنبل نے ہزار پیچ کھائے
اوس شکل کا دوسرا نہ پایا
صورت مین ہر ایک ماہ طلعت
دی سب کو خدائی صورت خوب
باطن مین ہوئی شرارہ افگن
دم مین ہوا رنگ رخ دگرگون
آئینۂ عقل پر گرا سنگ
اس ذکر سے کام کیا یہان تھا
اے زینت مسند شہانہ
کیا ہے دیار کون دلبر
قربان ایسی سمجھ کے صدقے
یہ قول کبھی کب ہوا اعتباری
ہوگا تجھے شوق آپ رہبر
ہمدم ہوئی اوسکے سب خبردار
اوس عاشق زار کو بلایا
باتون کا بھلا ثبات کیا ہے

نازان ہو اپنے حسن پر تو
اک ملک ہے زرنگار مشہور
رخسار کا نور ہی زنا الشرق
نازک بدنی سی گل کو ہی خار
مین نے بہت آدمی ہین دیکھے
یکتا ہی ابھی وہ در شہوار
گر اوسکو غرور ہو بجا ہے
طوطا جو زبان پہ یہ لایا
شہزادہ محل سے باہر آیا
کی پرسش حال جب بہ تکرار
تقدیر نے کیا بلا اوٹھائی
ہو خوب جو ہو ہوس یہ انگیز
کیون ہے خلجان تجکو پیدا
کی ہین ذو وہان جو بات کی تیغ
دیوانہ یہ حرف اوسسے سنکر
بیکار ہے یہ عاشق زار
تو ساکن گوشۂ قفس ہو
تھی بات ہنسی کی کچھ گئی طول
تھا جوش محبت جگر بند
دل اوسکا خیال سے اوٹھالے

ہے یہ صاحب اختیار خامہ
آشفتہ ہوا وہ مرغ بیحد
ہین باغ جہان مین لاکھ گلرو
نزدیک ہی کچھ بہت نہین دور
دانتون کی چمک سے منفعل برق
نرگس اوسی آنکھ کی ہے بیمار
ایسا آیا ہے حسن مین فرد تجھے
سو دل سے ہے اک جہان طلبگار
محبوب ہے نازہ خوشنما ہے
مغرور نے سر وہین جھکایا
اوس سبز قبا کو ساتھ لایا
وہ سحر بیان ہوا خجل بار
یہ آگ جنون کی خوب آئی
شاید ہو آتش جنون تیز
کیون بات مین تو ہوا ہے شیدا
سو تو نے سمجھ لیا اوسی سیج
بولا کہ بجا ہے طنز مجھ پہ
دیوانہ کہین ہوا ہے ہشیار
مت غمزدگون کا ہمنفس ہو
قصہ ہوا شاہ تک بھی منقول
سمجھانے لگا وہ مہر پیوند
سر سے یہ پہاڑ تو گرا دے

آسان نہ سمجھ اسکو غافل
دشوار گذار ہے یہ منزل

ہے عشق بلای جان آدم
برہم زن خانمان آدم

ہے بادۂ عشق صوفی افگن
ہے اسکے شرار در پیرہن

ضبط اسکا نہین ہر ایک کا کام
کرتی ہے یہ سیکڑون کو بدنام

پر تلخ گران جسے پلایا
ہشیار سے بیخبر بنایا

ویران ہوئی اس سے سیکڑون گھر
اس آگ سے داغ ہی دلون پر

یعقوب کو اسنے خون رلایا
فرہاد کو کوہکن بنایا

شیرین کو الم مین مبتلا کر
اس سے ہوا تلخ کام خسرو

مجنون ہوا اس سے قیس کب سے
وامق کے لگا جگر مین نشتر

سودای دہن کا تھا جو مائل
رسوا ہوا اسکے ہاتھ سے گل

یون پند و نصیحتین بہت کین
سمجھایا بوجھایا جھڑکیان دین

پر کچھ نہ کیا فسون نے تاثیر
ہرگز نہ چلی کسی کی تدبیر

مجبور ہوئے ندیم شہ سب
ٹھہرا یہی آخر اصل مطلب

تصمیم عزیمت سفر ہو
طوطا ہی خضر راہبر ہو

بہرام وزیرزادہ شاہ
اس قصد سفر سے ہو کے آگاہ

عازم ہوا وہ بھی ہمرہی کا
پھیلا یہی پھر سبھون مین چرچا

کرنے لگے جب سفر کا سامان
آنے لگے اشک تا بدامان

دے ساقیا مجکو آب گلرنگ
مستی مین کرون سفر کا آہنگ

آمادہ سفر ہونا شاہزادہ کا اور طلسم مین پھنسکر رہائی پانا

ہے خامہ روان رہ بیان مین
سرگرم ہے ذکر داستان مین

سب ساز سفر ہوا جو تیار
وہ خانہ بدوش نو گرفتار

بہرام کو اپنے ساتھ لایا
رخصت کو پدر کے پاس آیا

شہ نے بھی کہا کہ ای جگربند
منظور نہ تھا تجھے یہ ہرچند

پر اب نہین روکنا روا ہے
بسم اللہ اگر تری رضا ہے

رخصت جو پدر سے اوسنے پائی
طوطے کو قفس سے دی رہائی

کچھ دن تو ہوا جو وہ دو تن
شبدیز صبا بہ مرغ پرفن

راہی ہوئے جو منزل طلب کے
جاتے رہے ہوش دیکھ سب کے

کچھ جنگل و شہر سے نہ تھا کام
رہتے وہین جس جگہ ہوئی شام

اک دن تھا مقام اک جگہ پر
وہ دامن کوہ تھا سراسر

سبزہ تھا ہرا بھرا تھا پانی
حاصل ہوئی دل کو تازہ جانی

نکلا پئے سیر اک طرف کو
پھرتے دیکھا وہان ہرن کو

دیکھا اونکا کیا تھا میدان
طوطے نے کہا نہ کر یہ ارمان

کچھ دور یہان سے ایک بن ہے
اوس بن مین ہزارہا ہرن ہے

وہان خوب شکار کھیلنا کل
یہ سحر کا ہے تمام جنگل

صیاد وہین عبث انکو سست جان
آزاد وہین قید انکو سست جان

کچھ دیر رہا وہ تردد مین پر
پر کان دھرا نہ اوسنے اس پر

دوڑایا اوسی طرف کو گھوڑا
چرتا تھا جدھر ہرن کا جوڑا

دشت سے غزال دونون بھاگے
صیاد کی جاتے آگے آگے

جب دور گئے چھپے نظر سے
شہزادہ رکا وہین خطر سے

ٹھہرایا اکیلا صورت بید
مجبور پھرا وہان سے نومید

کل اور وہان پہ ایک بھولا
راہ اپنے مقام کی وہ بھولا

ہر چار طرف ہوا اسکا کام
طوطا نہ ملا وہان نہ بہرام

اتنے مین غزال دشت خضرا
راہی ہوا دشت مغربی کا

تاریک ہوا وہ روز روشن
لٹکایا جہان مین شب نے دامن

خوف و ہراس سے اوسی جا
اک گوشۂ عافیت مین بیٹھا

کی رات بسر اوسی جگہ پر
پھر دن مین چلا وہ مہر انور

ہنگام ہوا جو دوپہر کا
اک شورہ زمین پر وہ پہونچا

تھا مہر منیر چہرہ افسردہ
سوزش سے ہر ایک ذرہ پژمردہ

گلشن جا کے سے جو دانۂ عام
گلشن کا اوسی زمین سے ہو کام

وہ دھوپ ہرن ہو جس سے کالا
بیزار ہو روبہی ہو سے مجوب
تالاب بھی تھا اوسی جگہ پر
گردون نے کچھ اور ڈھنگ ڈالا
آئی نظر اوسکو ایک ہوش
کس دھیان مین ہی چلا کہان تج
اوس آب روان مین ہو ٹپا ور
دریا سے ہوا سراب پیدا
زنجیر فسون تھی موج دریا
پھر وہان سے چلا جو وہ دل افگار
محفل کا تنا تھا شامیانہ
اور صاحب بزم اک حسینہ
بولی کوئی دیکھکر پرستار
وہ غمزدہ بزم عیش سے دور
پھر کچھ نہ کہا کسی نے زنہار
بولا اوسنے شجست میوہ تر
کچھ دیر کے بعد وہ گران سر
سنتے ہوئے اوسکی رد کبھی تقریر
وہ خانہ خراب تیرہ اختر
حاضر کیا لونڈیون نے لاکر
بولی کہ یہ وقت مغتنم جان
پر دل شکنی روا نہ رکھتی
منظور تھی اسکو بے حجابی
مسرور ہو یار کا پکڑ ہاتھ
جب پردۂ شرم بھی اوٹھایا

پیدا ہو تپش سے منہ مین چھالا
سایہ کی تلاش مین پھرا خوب
لبریز پڑا تھا حوض کو شر
پانی سے وہین شرر نکالا
حیوان شعور تھا آئینہ در کشش سا
سچ کی تلاش وہ یہان تج ہے
پہونچا نہ آب مثل گوہر
دل مین ہوا اضطراب پیدا
ہم سمجھے تھے کیا یہان ہو گیا
آگے نظر آیا ایک گلزار
آراستہ فرش سب شہانہ
حلقے مین ہو جس طرح نگینہ
آتے ہو یہان کہان خبردار
تھا بادۂ عشق سے جو سرشار
یہ غیر ہے یا ہے ساتھ کا یار
کرنے لگے آکے رقص طائر
بولی کہ کہان ہے آپ کا گھر
بولا وہ اسیر دام تقدیر
ہنسنے لگی اس سخن کو سنکر
مینائے شراب و نقل و ساغر
پیکر ایسے میرے رکھ لے ارمان
لی جام ذرا شراب چکھی
لے ہاتھ مین ساغر و گلابی
خلوت مین وہ آن لگی ساتھ
اور اوسکی طرف بھی رخ نہ پایا

کوئی نہ کنوان وہان نہ تالاب
ایک آیا نظر درخت بارے
وہ در خوش آب تشنہ آب
آئینۂ آب مین نظر کر
دی اوسنے صدا کہ ای طلبگار
تالاب سے جب صدا یہ آئی
آنکھین جو کھلین تو نہ پانی
سمجھا کہ پھنسا بلا مین آکر
سر پہ فلک نے خاک اوڑائی
پتھر کا چبوترہ مصفا
انبوہ کثیر مہ رخون کا
محفل تھی اگرچہ عورتون کی
آگے نہین اب قدم بڑھانا
ٹھہرا نہ کسی کے روکنے پر
جادوگری اپنی پر دکھائی
حیرت ہوئی شہزادی سے اوسکو
تشریف کہ پھر سے آپ لائے
ہم جانتے ہین کہ جانتی ہو
اغیار سے کی وہ بزم خالی
ساقی ہوئی آپ وہ فسون ساز
صحبت اوسی شان تھی سراسر
یہ دیکھکے اجتناب اوسکا
دو تین پلائے جام بھر کر
ہاتھون کو گلے مین کر حمائل
بولی وہ کھلا کھلا کے ہنسا کر

تھا شعلہ گرم جان سے سرد آب
ٹھہرا نہ مین پر تپش کے مارے
جس دم کہ گیا قریب تالاب
حیرت مین ہوا وہ پاک نظر
آتو بھی یہی ہے منزل یار
وہ غرق بحر آشنائی
پانی سمجھا وہ سکو تاکہ وہ پانی
بے شبہ یہ ہے طلسم کا گھر
طوطے کی نصیحت آگے آئی
اوس باغ کے بیچ مین بنا تھا
ہر چار طرف سے جلوہ فرما
پہونچا وہان پر بے جگر بھی
بیٹھے رہو فرش پر نہ آنا
بیٹھا وہین فرش پر برابر
ہر ایک کچھ اور بردب لائی
پر ضبط کیا کہ ہو جو کچھ ہو
کیا کام تھا باغ مین جو آئے
کیون یو نہین رہ دا سے آتی ہو
منگوائی شراب پرتگالی
بھر جام شراب کو بصد ناز
اس سے ہوا اور سر گران تر
دل جلکے ہوا کباب اوسکا
خود بھی ہوئی کیفیت سے گران سر
صحبت کی ہوئی وہ شوخ مائل
کیا جی مین ہے تیرے ای گل تر

شہپال جو شاہ ساحران ہے
اس ناروئے زمین کا حکمران ہے

بیٹی ہوں اوسی شہ جہاں کی
مختار ہوں سب کی اس مکان کی

سب سحر کا ہے نواح اسکا
انسان کو لیتے ہو فوت کی جا

گو جبر ہے تجھکو دل لگانا
ممکن بھی نہیں یہاں سے جانا

جب مل گیا اس قدر شناسائی
آنکھیں ہی سے لال کر دکھائیں

شہزادہ ڈرا کہ یہ نگون بخت
پیش آئیگی مجھسے بیگمان سخت

بہتر ہے اسی کی پاسداری
کام آئیگی اب فریب کاری

کر بوس و کنار اوسے کیا شاد
دل شاد ہوئی وہ خانہ برباد

مستی سے جو چہک اوٹھا جو بلبل
غنچہ کو نسیم نے کیا گل

پیاسے کو ملا جو آب صافی
قطرہ ہوا کچھ دنوں کو کافی

دونوں رہیں سوتے ہو ہم آغوش
دل سے غم ہجر تھا فراموش

شب عیش و سرور میں بسر کر
بیدار ہوئی وہ خفتہ اختر

حمام میں آشنا کو لائی
پوشاک نفیس واں منگائی

اور ہاتھوں سے اپنے وہ جفا جو
پہنا کر اوسے لگائی خوشبو

خستائی میں وہاں سے لا بٹھایا
خاصہ منگوایا اور کھلایا

بولی کہ میں صدقے ای دلارام
ہے مجھکو ضرور اس گھڑی کام

دربار میں شہ کے دن میں جا کر
پھر آتی ہوں شام کو یہاں پر

اب تیری رضا ہو میں جاؤں
شہپال کی پاس تک میں جاؤں

آخر در باغ کر مقفل
راہی ہوئی اوس طرف وہ چنچل

تنہا رہا شاہزادہ ناشاد
پھندے میں پھنسا بلا کے آزاد

جب شام کو وقت پھر وہ آئی
محفل اوسی طور سے جمائی

تھا شغل یہی مدام اسکو
کچھ اسکے سوا نہ کام اوسکو

شہزادہ مگر ملول رہتا
بے بس تھا کسی سے کچھ نہ کہتا

اوس شوخ کی بھی نظر تھی اس پر
پاتی تھی حریف کو مکدر

گویا ہوئی ایک روز پر فن
اے لالہ عذار رشک گلشن

نقل و مے و جام و بربط و عود
سامان نشاط سب ہے موجود

کیوں غنچہ صفت ہے منقبض تو
ہے کس کے سبب سے چین ابرو

غمدیدہ وہ آب دیدہ ہوکر
بولا کہ نہیں کچھ اور دلبر

اس گھر میں اکیلے چھوڑ مجھکو
جاتی ہے یہاں سے تو جو ہو

سنسان تمام یہ مکان ہے
تنہائی سے مجکو بیم جان ہے

شاید کوئی تجھسے بڑھکر آئے
تنہا مجھے دیکھکر ستائے

ہنس آگئی مجھسے کیا پھر اوس دم
یہ بزم سرور ہوگئی برہم

محبوب کی جو ایسی تقریر
کی بات نے اوسکے دل میں تاثیر

افسردگی اوسکی خوش نہ آئی
صندوق سے ایک نقش لائی

بولی اسے پاس اپنے رکھ تو
کچھ ڈر نہیں تجھکو پھر کسی سو

دے کر اوسے نقش وہ فسون گر
راہی ہوئی اپنے باپ کے گھر

آسیب نظر سے جب ہوا دور
مسرور ہوا بہت وہ رنجور

اور دل میں ہوا یقین اوسکو
غالب ہے کہ نقش کام کا ہو

کھولا غرض اوس نے خط مختوم
کار آمدی ہوا وہ معلوم

اوس نقش مراد کے اثر سے
وہ سوختہ جان چھٹا خطر سے

بیخوف چلا وہاں سے دلشاد
دو موکے میں رہی وہ جان ناشاد

ساقی مجھے دے ہے جام بھر کے
اس وقت خمار میں خبر لے

پہونچنا جان عالم کا ملکہ مہر نگار کے باغ میں اور پھر رخصت ہونا وہاں سے

لگی بھولنے نئے قلم سے
اب ضبط نظارہ کب ہوا ہے

وہ بادیہ گرد دشت حیران
طے کرتے ہوئے رہ بیابان

اک موضع دلکشا میں پہنچا
صحرائے وسیع و جانفزا تھا

تھی ساری زمین بہشت تزئین
جیوں باغ بہار سے ہو رنگین

صحرا نہیں بلکہ بوستان تھا
واں قدرت حق کا امتحان تھا

پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو دیکھ کر جسے دنگ

بو باس گلوں کی دشت آگینہ
خوبی میں شجر تھے رشک شمشا
بادل کا اودھر اودھر سے آنا
کہتے تھے پپیہے کہول کر جی
ساقی سحاب نے بصد آب
جھاڑی میں درخت کے سہارے
محبوب کی دل میں یاد آئی
بادل کی گھٹا نے غم بڑھایا
پھر کچھ ہوئے لوگ بھی نمودار
مردانہ لباس رنڈیاں تھیں
اور سامنے نیمچہ دھر آتھا
اونہیں سوا کسی نے دیکھا
پتوں میں وہ کون چاند سا ہے
آئی جو وہاں وہ ماہ پارا
جب ترک گئیں سب اوسی جگہ پر
کہنے لگی ایک ڈرتے ڈرتے
کھٹکا کسی طرح کا نہ پایا
سب لے شکل جہان ہے یہ پری شکل
بولی کہ مجھے بھی ٹک دکھاؤ
جب آنکھ پر اوسنے آنکھ ڈالی
ٹھہری نہ نظر نظر ملاتے
نزدیک ہوا وہ سب کو نالا
کانوں میں صدا جو اتنی آئی
گھبراؤ نہیں ڈرو نہ زنہار
آتے ہو کہاں سے اے مسافر

اور سبزۂ دشت جب جنوں خیز
دیکھا اونکو نہ آئی سرو کی یاد
وہ قوس قزح کا رنگ لانا
ہر شاخ پہ بیٹھ کر کے پی پی
مینا ہے فلک سے دی مے ناب
بیٹھا وہ غریب غم کے مارے
آنسو کو یہ مے خمار لائی
بارش نے سحاب کے رلایا
مستانہ روش سے گرم رفتار
حلقے میں سبو کے تخت زریں
گویا کہ پڑا تھا عکس جھولن کا
وہ تھم رہی دیکھ شکل زیبا
سوچ کہیں کیا او پڑا ہے
بولی نہ یہ چاند ہے نہ تارا
بولی وہ پری لقا سمن بر
خوف آتا ہے مجھکو عرض کرتے
اب تک کوئی اجنبی نہ آیا
دیکھی نہیں ایسی شکل دلکش
ہے کون کہاں کدھر بتاؤ
تیر مژہ نے سنان نکالی
دیکھا نہ کسی نے دل کو جاتے
ہاتھوں سے جگر اوسنے سنبھالا
ہوش آیا زبان پر یہ لائی
کھل جائیگا پوچھنے سے اسرار
کس واسطے تم ہو خستہ خاطر

سرسبز درخت لہلہے تھے
برسات کے دن تھے ابر کا جوش
کوئل کی وہ کوک مور کا شور
سبزان نبات تھے مے آشام
تھا قابل دید بن کا جوبن
اس لطف کی سیر کو نظر کر
جنگل سے ہوا جو خار حائل
اک ساعت اوسکو وہاں جو گذری
نزدیک جو وہ جماعت آئی
اک غیرت آفتاب محشر
تھا تیر و کمان ہاتھ میں یوں
حیرت زدہ ہو کر اور جھجھکا کر
یا کوئی ملک فلک سے آیا
جنگل میں ہیں کس طرح کا اسرار
ہے بے خبر روکی ہو کس لیے سب
ہر روز کا ہے یہی گذرگاہ
پر آج یہاں خلاف دستور
ایسا جو خواص نے سنایا
ہاتھ ایک نے تب اودھر اوٹھایا
گیسو نے بنا کے دام پیچان
حیرت سے جب آنکھ اوسکی جھپکی
بولی کہ نہ ٹھہرو یہاں خبردار
کیوں تم تو ہوا میں خوف کیا ہے
تب ایک خواص حکم پا کر
گھبرائے ہو کسلیے حیرت و جو میں

مرغوں کی صدا کی چہچہے تھے
سبزہ سے زمیں تھی پرنیاں پوش
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
رکھے پیش نظر حباب کا جام
جوگی نے وہیں جمائے آسن
بیچین ہوا وہ ناز پرور
زیادہ ہوئی اوسکی وحشت دل
آواز آئی نقیب کی سی
آنکھ اسنے بھی اوس طرف اٹھائی
با ناز و ادا سوار اوس پر
خورشید کے سامنے ہلال جیوں
کہنے لگی اور سے ٹھٹھک کر
یا جن ہے بشر کا روپ لایا
دیوانی ہے تجھکو کیا سروکار
کچھ منھ سے بتاؤ کیا ہے مطلب
آتے جاتے ہیں سب اسی راہ
آیا نظر ایک غیرت حور
اوسکو بھی بڑا تعجب آیا
اونگلی سے وہ ماہ نو دکھایا
پھانسی میں اسکی گردن جب آن
گھبرا کے خواص ایک لپکی
آگے بڑھ کے چلو ہو دار
انسان ہے یہ نہیں بلا ہے
کہنے لگی پاس اوسکے جا کر
خود رفتہ ہو کون گل کی بو میں

کس نے تمہیں یہاں بلا میں ڈالا / کیوں داغ بدل ہو مثل لالا
کس بات کا غم ہے تمکو ہیہات / جو کوئی نہیں ہے آپ کے ساتھ

یہ کہتے ہی اوسکے جان عالم / بولا کہ نصیب ہو تبسم
باتوں سے ہے تیرے آشکارا / ٹھیکا یہیں پر سفر دونکا

تم پر بھی مگر پڑا ہے کچھ غم / جو آئیں یہاں سب آج باہم
اوس سے سنی یہ گفتگو جب / کہنے لگے واہ واہ صاحب

کیوں ایک کے ساتھ تم ہو ہمکو / کہنے لگے تلخ ترش رو ہو
گر کہتے ہو آپ گل سی بیکس / خاکی سے ہو بہت مکدر

خیر اوسکی خطا معاف کیجے / میں پوچھتی ہوں جواب دیجے
وہ سوختہ جان تھا بسکہ دلگیر / بولا کہ ضرور کیا ہے تقریر

ہم سمجھے کہ ہو امیر زادی / سب آپ کی ہیں یہ لونڈی باندی
پر تم سے کریں کلام کیونکر / تم تخت پر اور ہم زمیں پر

آگاہی اگر ہو تمکو منظور / اس شوکت و شان کو کرو دور
مجھ خاک نشیں کے برابر / بیٹھو یہیں تخت سے اوتر کر

جی چاہا اگر تو کچھ کہیں گے / یا یونہیں خموش پھر رہیں گے
جب اتنی جلی کٹی سنائی / تب تخت سے وہ بھی نیچے آئی

بولی کہ بھلا کہو اب تو بولو / پردہ رخ مدعا سے کھولو
میرا ہے یہاں غریب خانہ / اور آئے ہو تم مسافرانہ

چلکر وہیں آج شب کو رہیے / کچھ سنیے کچھ آپ اپنی کہیے
جو خشک و تر اوس مقام پر ہے / موجود ہے آپ کا وہ گھر ہے

وہ صاحب تخت و فخر و گنج / شکر سخن ہوا گہر سنج
ہم مثل نسیم رہ سپر ہیں / آوارہ وادی سفر ہیں

ہے خون جگر غذا ہماری / پانی کے عوض ہے اشک جاری
فرش اپنا ہی ہے خارخارا / تکیہ بھی ہے پتھر کا سہارا

کس طور کسی کا میہمان ہو / جو آپ بلا کا میزبان ہو
ہو گردش چرخ سے جو ناکام / کیا بزم سرور سے اوسے کام

یوں اوسنے ہزار کی دکھائی / سیدھی اوسے ترچھی ہی سنائی
عاشق نے سنی نہ عذر کی بات / بیخوف و خطر پکڑ لیا ہات

اک باغ لطیف تھا وہیں پر / وہاں لے گئی اوسکو وہ سمن بر
دل خوش ہوا دیکھ صحن رفتہ / جیوں گل ہو نسیم سے شگفتہ

جنگل ہو جہاں کا رشک گلزار / مت پوچھ وہاں کا حال گلزار

گریز صفت باغ سے

کس منہ سے بیاں ہو صفت گلشن / ہے لال زبان رنگ سوسن

ہو تیز بیان ہزار بلبل / ممکن نہیں وصف غنچہ و گل
مضمون وہ کہاں سے ہاتھ لاؤں / جو سوسن کے وصف میں سناؤں

دشوار ہے ذکر سنبل تر / رہ جاتی ہے عقل پیچ کھا کر
حیرت میں علم ہو تنگ ظرف / نرگس سی لکھے گر ایک بھی حرف

سیرابی نہر گر بیاں ہو / تر چہ دل غنچہ بیگماں ہو
ہنگام بیان لطف اشجار / رکھتی ہے زبان خامہ سربار

سرسبز ہو کس طرح سے مضمون / مہندی کی صفت میں ہو جگر خون
کیفیت تاک گر بیاں ہو / مستی سے قلم بھی کج رواں ہو

ہو سبزۂ تر کا ذکر کیونکر / بیگانہ خیال ہے سراسر
تاثیر ہوا کی ایسی ہی ہے / پھولے جو قلم عجب نہیں ہے

پر چاہیے کچھ بقدر قدرت / کیوں دل میں رہے یہ خار حسرت

صفت باغ

سبحان اللہ واہ کیا باغ / ہو جس سے دل بہشت پر داغ

تھا فرش زمردیں زمیں پر / پر خندہ چمن نگار چیں پر
ہر ایک روش کی پٹریاں صاف / آئینہ مثال صاف شفاف

بیٹھی یا واے خوب و دلکش
ہر ایک روش پہ ایک مہوش

تھا جوش مین نشۂ جوانی
کرتین چمنون کی باغبانی

ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ
پھل پھول لطیف اور خوش رنگ

جاری چمنون مین نہر ہر سو
زیبا لب نہر سرو دلجو

موزونی سایہ دار اشجار
ایسی کہ نہو نظر گرانبار

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا
ہر سمت کھلا چمن مین لالا

نسرین و سمن و گل و شقایق
ایک ایک سے نازکی مین فایق

تھا شیشۂ عطر ہر گل تر
ہو جس سے دماغ جان معطر

انگور کی ٹٹیان نرالی
مستانہ جھکی ہر ایک ڈالی

مستی سے ہوا بھی جھومتی تھی
شبنم غنچہ و گل کا چوستی تھی

نظارگی چمن تھی نرگس
حیرت زدہ جیون کھڑا ہو جس

بارہ دری ایک مختصر سی
اوس باغ کے بیچ مین بنی تھی

بیٹھی وہ پری اوسی مین جاکر
اور خواجہ سراؤن کو بلاکر

فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز
موجود ہو سب سرور کا ساز

کرتے ہوئے اوسکے اک اشارا
حاضر ہوئین کتنی ماہ پارا

جس وقت کہ راگ کا جما رنگ
بولی وہ صنم کہ اے خوش آہنگ

جو چاہیے شراب کا ضرورت
شغل ہے دافع کدورت

ہے بادۂ ناب قوت روح
کرتی ہے در سرور مفتوح

ساقی جو ہوئی وہ غیرت حور
دل سے ہوا حرف خیر و شر دور

آغاز پہ انظر نہ انجام
بے زحمت محتسب پلا دیا جام

پایا جو سحر دیر کا بہانہ
ہونے لگا ذکر عاشقانہ

ذکر سبب سفر جو آیا
خون عاشق زار نے بہایا

بولی کہ شبت یہ غم ہوا پیش
ممکن نہین مرہم دل ریش

دل جسکو دیا وہ خود ہی بیدل
جز داغ نہین کچھ اوس سے حاصل

پھر کہنے لگی کہ اے پریرو
تک میری بھی داستان سن تو

تھا صاحب تخت باپ میرا
دنیا سے خدا نے دل جو پھیرا

کچھ دن ہوئے تخت و تاج کو چھوڑ
بیٹھا یہان سلطنت سے منہ موڑ

اب کنج قناعت اور دہ ہے
سجادۂ طاعت اور دہ ہے

شادی کو مری ہزار چاہا
انکار ہی مین نے پر نباہا

اب تک یہ نظر غم جدائی
تجرید ہی مجھکو خوب بھائی

تھا باغ و بہار سے سروکار
دل مین نہ چبھا تھا ہجر کا خار

معلوم نہ تھا کہ عشق کیا ہے
یہ راحت دل ہے یا بلا ہے

اب اس نے مجھے بلا میں ڈالا
خود داغ ہوا برنگ لالا

کیا تجھکو ہو میری پاس خاطر
تو پا بہ رکاب ہے مسافر

ہے عاشق زار اوس پری کا
کوئی نہین جس کے ہمسری کا

ہوگا دم صبح عزم در پیش
ٹوٹے گا جگر مین ہجر کا نیش

دکھلاؤن گی کسکو بیقراری
کیا کام کرے گی آہ و زاری

گھبرا ہوگا جب کہ ہجر سے دل
تب ہوگا شکیب کس سے حاصل

غیرت سے نہ ہو سکون گی کھلکے
بس یو نہین مرون گی غم سے گھلکے

گر باپ نے ماجرا یہ جانا
گو کچھ نہ کہے گا مین نے مانا

کس مرتبہ ہوگی پر خجالت
کیا شرم سے ہوگی میری حالت

جب آتش غم ہوئی بہت تیز
افسردہ ہوا وہ آتش انگیز

بولا نہ کر اس قدر جگر خون
مین بندۂ بے زر و درم ہون

پر جسکے سبب سے گھر کو چھوڑا
سر رشتۂ مہر سب سے توڑا

اب فکر سے اوسکے دل اٹھاؤ
بالکل ہے خلاف عقل دانا

ثابت قدمی سے ہے بہت دور
جو ترک سفر ہو مجھکو منظور

سب لوگ یہی کہین گے باہم
خوب اسنے بھرا تھا عشق کا دم

آرام کو جان کر غنیمت
آخر ہوا تارک [illegible]

لازم ہے کہ صبر کچھ دنون کر
رکھ چشم امید کو خدا پر

آئین گے اگر ہے عمر باقی
[illegible] ساقی

تقدیر سے یار کے ہوئی شاد
دل اوسکا ہوا الم سے آزاد

بولی کہ یہ سن لے اے جفا کوش
گر یاد مری نہ ہو فراموش

کٹ جائینگے یہ فراق کے دن
تسکین دل طپان ہے ممکن

پر باپ سے میرے کر ملاقات
خالی نہیں فائدہ سے یہ بات

مقبول خدا ہے وہ جوانمرد
دیگا تجھے کوئی مرہم درد

شہزادہ کسی کو ساتھ لیکر
حاضر ہوا اوسکے آستان پر

زاہد نے دعای خیر اوسے دی
سنبھلا لیا پاس بات اونکی

فرمایا کہ اے بلند اقبال
معلوم ہوا فقیر کو حال

گو تو ہے محیط عزت و جاہ
وہ سوختہ جان ہوا کہ پرکاہ

تو گل ہے وہ خار ناتوان ہے
تو تازہ بہار وہ خزان ہے

پر خار سے گل کو کیا ہے چارا
دریا کو ہے خس سے کب کنارا

شایان مروت ایسی ہی ہے
اغماض کا یہ محل نہیں ہے

یہ وعدہ اگر وفا کرے گا
تیرا بھی خدا بھلا کرے گا

بستر سے پھر ایک لوح لایا
دیکر اوسے یہ سخن سنایا

حاصل تجھے یہ لوح حافظ جان
ہو جائیگی اس سے مشکل آسان

تا ہوسکے ہو لوح محفوظ
شہزادہ ہوا کمال محظوظ

مشتاق کے پاس اپنے آیا
وہ نقش دعا اوسے دکھایا

رخصت ہو چلا بصد خوشی دل
سمجھا کہ مراد ہوگی حاصل

وہ جب کہ ہوا ادھر روانہ
رونے کا ہوا ادھر بہانہ

دریا سے سرشک کا موج زن تھا
ڈوبا ہوا اوسمیں جان و تن تھا

سمجھانے لگی ہر ایک اسکو
کیوں کھوتی ہے اپنی جان رو رو

بے صبر و شکیب بس نہ ہو تو
آنسو سے نہ اپنے منہ کو دھو تو

ہر چند نہیں ہے ضبط ممکن
پر سہے یہ داغ یار کا دن

رونا نہیں چاہیے بعد رخصت
گر دل میں ہے تیرے درد فرقت

پھر تجھکو خدا وہ دن دکھائی
جو گھر میں ترا مسافر آئے

دے ساقیا راح روح پرور
نزدیک ہوا دیار دلبر

نشتر ہو اوس طرف چلوں میں

اوس ملک میں ناز سے طلوع صبح

کیوں روکے ہے باگ اے سخنور
گلگون قلم سبک عنان کر

شہزادہ زمین مہربان سے
رخصت ہو روان ہو وہان سے

داخل ہونا جان عالم کا ملک زرنگار میں اور چھوڑانا انجمن آرا کو قید ساحرہ سے

پایان امید و بیم کا تھا
ہر دو قدم نسیم کا تھا

دل آتش شوق میں جلایا
تب کشور زرنگار پایا

طوطے سے پر تھے جیسے
دکھلائی دیئے شجر میں ویسے

بستی کے قریب جب کہ آیا
جلوہ اوسے نور نے دکھایا

مثل رخ آفتاب تابان
ہو جس سے نگاہ چشم حیران

حیرت میں ہوا کہ ہے کیا شے
خورشید ہے یا شفق کھلا ہے

یہ آتش طور سے فروزان
یا ہے یہ کسی کی آہ سوزان

کچھ اور وہان سے وہ بڑھا جب
دروازہ اوسے نظر پڑا تب

از بسکہ جڑے تھے لعل و گوہر
خورشید سا تھا وہی منور

سمجھا کہ یہی ہے باب امید
اک نور ہے آگے جسکے خورشید

کر شکر خدا سے بندہ پرور
اندر کو چلا وہان سے بڑھکر

جب شہر پناہ میں وہ آیا
وہان اوسنے ہجوم فوج پایا

تھا جس جگہ میں قصر تمکین
توپیں بھی فصیل پر چڑھی تھیں

ہر ایک طرف سے شور و شر تھا
آمادہ جنگ ہر بشر تھا

پوچھا کہ یہ ماجرا ہے کیا آج
ہے کس لیے تجمع افواج

اس فوج کشی سے کیا ہے منظور
اس شہر کا نام کیا ہے مشہور

کیا نام ہے شاہ کامران کا
ہے کون وزیر مرزبان کا

بیگانہ تھا گو وہ ہر بشر سے
پہنچا تھا وہان نیا سفر سے

لیکن ہے عزیز حسن سب کو
بولا کوئی شخص مہربان ہو
اس شہر کا زرنگار ہے نام
سرمایۂ عیش و جام آرام

اس نام کو سن وہ خانہ برباد
امید وصال سے ہوا شاد
تعجیل سے پھر قدم اوٹھایا
دیوان شہی کے جانب آیا

دیکھی جو عمارتوں کی رفعت
آئی نظر اوسکو حق کی صنعت
پر لوگ یہاں کے سب سیہ پوش
ہر فرد بشر الم سے بیہوش

سمجھا کہ شگون بد ہوا ہے
کچھ اور ہی ڈھب کا ماجرا ہے
سکتے میں سبھوں کے شہر کو تکتا
آگے کو قدم اوٹھا نہ سکتا

اک خواجہ سرا کسی محل کا
آیا وہیں یہ جہاں کھڑا تھا
پوچھا اوسے رازدان سمجھکر
اے بندہ نواز اے برادر

وہ کون سا غم ہے تمکو جو ہے
وہ کون الم ہے تمکو جس سے
کس نے تمہیں یہ سیہ پنھایا
کس آگ نے یہ دھواں اوٹھایا

کیوں تختہ سوسنی ہے گلشن
کیوں نرگس تر ہے گل بدامن
یا دل میں چھپاؤ کون خونریز
تیرہ ہوا جس سے روز امید

کیا سانحہ پیش ہے بتا دو
یہ مرثیہ مجھکو بھی سنا دو
بولا وہ الم کشیدہ ناشاد
ہے گلشن حسن تجھسے آباد

میں کیا کہوں تجھسے قصہ غم
پر درد ہے ماجرا ے ماتم
ان ماتمیوں کے خیل میں تو
کیوں پھنس گیا آکے پر بیداد

شہزادی ہے حسین اک یہان کی
وہ حسن میں شہرہ جہان تھی
تھا انجمن آرا نام اوسکا
مشتاق جہان تمام اوسکا

ساحر یہاں ایک تھا زبردست
اوسکے نے عشق سے ہوا مست
دو دن ہوئے لے گیا اوٹھاکر
ہم سب ہیں جو غم سے خاک بر سر

اب کچھ نہیں بس کسی کا چلتا
ہر اک سا یہ نہیں ہاتھ ملتا
رقت کا یہ بند جب مٹایا
وہ ہوش رسیدہ غش میں آیا

جو کوئی ہو گیا زمین کے اوپر
وہ خواجہ سرا ہوا مکدر
سمجھا کہ یہ دلفگار محزون
ہے بے شک اوسی پری کا مفتون

بیجا شہ سے کیا یہ حال ظاہر
اک آیا کہیں سے یہ مسافر
شہزادہ کسی دیار کا ہے
محنت زدہ روزگار ہے

چہرے سے عیاں ہے قہر شاہی
ظاہر ہے نشان کجکلاہی
افسانۂ سحر مجھسے سن کر
پژمردہ ہوا ہے وہ گل تر

تازہ کیا آکے اوسنے ماتم
پھر دامن شک ہے گیا تم
پھر دور فلک نے خون رولایا
پھر لخت جگر مژہ پہ آیا

وہ شاہ تھا جسکے غم سے محزون
اس سے ہوا اور بھی جگر خون
تشریف وہاں پر آپ لا یا
منگوا اوسے تخلیہ بٹھایا

آشفتگی دل کی جب ہوئی کم
تب ہوش میں آیا جان عالم
دیکھا کہ کھڑا ہے شاہ سر پر
اور چاروں طرف ہجوم لشکر

شاہانہ طریق جس طرح ہو
اوس ڈھب سے کیا سلام شہ کو
محو رخ شاہزادہ تھے سب
تصویر کی طرح تھے یہ سب

ساطان سے کیا کلام جوان بخت
کس شہر کا تو ہے وارث تخت
کس طرف چمن کا ہے گل تر
کس بحر کا تو ہے دُر انور

تفصیل کے ساتھ وہ خوش اقبال
کہنے لگا شاہ سے سب احوال
اپنا حسب اور نسب بتایا
سارا سبب سفر سنایا

پوچھا کہ یہ کچھ ہوا ہے معلوم
کس سمت کو لگیا ہے وہ شوم
وہ کون سی جا ہے اور کہاں ہے
کس سمت ہے کونسا مکان ہے

شہ نے کہا وہ پلید مغرور
رہتا ہے یہاں سے تھوڑی ہی دور
ہے وہ مقام آتش انگیز
جیون گرہ تار موسے زر ریز

بولا شہزادہ کچھ نہیں ڈر
گر سحر سے ہے وہ آتشین گھر
مرتے جیتے یہاں تک آئے
لائیں گے خدا اگر بچا لے

تب شہ نے کہا کہ اے خردور
دل میں یہ خیال خام مت کر
ہرگز نہیں کام ہے بشر کا
وہ سخت مقام ہے خطر کا

وہاں جلتے ہیں مرغ وہم کے پر
ہرگز نہ تجھے جدا کروں گا
وہ شاہ سریر عشق بازی
ہوں میں بھی اسی چمن کا گلچیں
ہے کی کہاں ہے اب یہاں تاب
گر تیغ بھی ہو نہ سر ہٹاؤں
جب ساحر شرق نے عیاں ہو
کچھ دور بڑھا تب اوسنے دیکھا
آیا گیا الغرض کئی بار
اوس لوح میں دیکھکر اوسی دم
کچھ دم میں غبار وہ ہوا دور
آگے قدم اوسنے پھر اوٹھایا
ایک آئی صدا کہ اے نگوں بخت
وہ سحر شکن صدا یہ سنکر
[illegible] خیال جب ہوا دور
دیکھا اوس سیہ خانۂ ثروت کو
سمجھی کہ یہ شوخ دیدہ عیار
کچھ دل میں خیال بخت آیا
کاری جو لگا نگاہ کا تیر
اوٹھکر اوسے خاک سے اوٹھایا
بوسے خوش یار نے دیا ہوش
اس نازو نیاز پر نظر کر
بیٹے ہوا فتحیاب لڑکا
بلوایا جلوس بادشاہی

پہونچے نہیں کاش ہو سمند
گر ہو گیا میں یہاں مروں گا
بولا بکمال بے نیازی
حاصل ہے مجھے بھی عز و تمکین
اس وقت حرام ہے خور و خواب
پروانہ ہوں جو شمع پاؤں
توڑا قلعۂ طلسم شب کو
اک قلعہ بلند تا آسما
جیوں برق جہاں ہو تیز رفتار
مارا اوسے پڑھکر اسم اعظم
دکھلایا فلک نے جلوۂ نور
ایک اور مکان نظر میں آیا
ڈالا یہاں توڑ اس نے فرشتہ
ہرگز نہ ہوا ذرا تکدر
شہزادہ ہوا کمال مسرور
مسرور چلا اوسی طرف کو
دیکھا ہے یہ بیگیاں خریدار
رنگ اپنا کچھ عشق نے جمایا
بسمل ہو کر گرا زمین پہ نخچیر
لے گود میں پیار سے بٹھایا
ساری ہوئی بیہشی فراموش
صدقے ہوا جان و دل سے اوس پر
کچھ سحر کا اب رہا نہ دھڑکا
لے ساتھ ہوا ادھر کو راہی
ساقی مرے حال پر نظر کر

گر تجھسے جدا ہے وہ جگر بند
موجود ہے جو میری سلطنت سب
ہو تجھکو مبارک افسر و تخت
ہرگز نہیں سلطنت کا محتاج
گو راہ ہزار پر تعب ہو
القصہ کیا جو شہ نے اصرار
لے نام خدا چلا وہاں سے
نکلا ہرن اوس سے ایک باہر
سمجھا کہ یہیں مقام جادو
جب مر گیا وہ ہرن مچا غل
دیکھا نہ ہرن نہ وہ مکان ہے
تھی قید اوسی میں انجمن آرا
اے بخت نہ اپنی جان تو کھو
تدبیر سے اوسکی قفل توڑا
شہزادہ فقط ایک بیت کا تھا
وہ خاک نشین ہوئی جو آگاہ
یہ خاک اوڑائی اسنے آکر
پردہ رخ پاک سے اوٹھا کر
خود رفتہ ہوا جو عاشق زار
روئی اوسے لے جو وہ گل اندام
کھلتے ہوئے آنکھ یار دیکھا
ناموس کے لوگ جو خبر کو
یہ مژدۂ جان فزا سنکر
دونوں کو وہاں سے گھر میں لایا
اب دختر رز کو جلوہ گر کر

ہے تو ہی مجھے بجائے فرزند
ہے یاد خدا اسے بتاؤ مطلب
اقبال معین ہو یار ہو سب
کچھ اور ہی فکر ہے مجھے آج
اب مجھسے قرار و صبر کب ہو
رہنا کیا ایک شب کا اقرار
دل اپنا اوٹھایا جسم و جان سے
غائب ہوا پھر اوسی میں جا کر
اور صاحب سحر ہے یہ آہو
صحرا ہوا پر غبار بالکل
اک لاش جلی پڑی وہاں ہے
وہ گھر بھی طلسم کا تھا سارا
چل راہ سے شہر کی ہوا ہو
اور قفل طلسم کو بھی توڑا
بیٹھی تھی اوسی پہ انجمن آرا
ہے آگے نظر کے جلوہ گر ماہ
یہ آگ بجھائی اسنے آکر
دیکھا اوسے اک نظر چھپا کر
تاب آئی نہ اوس پری کو زنہار
آنسو نے کیا گلاب کا کام
محبوب کو بیکنار دیکھا
دوڑے ہوئے شہ کو پاس خوش ہو
خوش وقت ہوا شہنشہ القصہ
اوجڑ ہوئی گاؤں کو بسایا

مشاطۂ خامہ گر نہو تیز — ہو زلف سخن کی کب دلاویز
ہے جلوہ نگار اگر اس سے — صورت گر معنی نہان ہے
جب دل ہی نہو سمجھنے کو غم ہو ادا کر — انسان کی فنا ہی آب گل میں
یہ شعر نہیں ہے اعتباری — یہ بار گران گران ہی سر میں
یہ گلبن باغ حسن بے خار — جرأت میں وہ قادر ادب میں
گم ہوتے ہیں اس طرح کو انسان — اون سے کبھی آیا ذکر مطلب
پھر ذکر حرم سرا میں آیا — ہر اک ہوا دل میں اپنے خرسند
اک باغ لطیف تازہ و تر — اور میوہ ہر ایک قوت جان کا
بلبل تھی وہاں کی نغمہ خوان — سنبل نہیں زلف پر شکن تھا
کی بوئے گلوں نے عطر بیزی — رشک گل و عطر افزائے بلبل
مقدم سے چمن نے رنگ پایا — دارو مجھے درد کی پلا دے
میدان ورق جو صاف پایا — جولان میں کمیت خامہ آیا
ہے خامہ سخن گوئی کا طالب — ہے خامہ پیام بر مہذب
بیجا نہیں دل فگار یہ ہے — دل پر ہے خوشی سے دیدہ پرنم
وہ مہر نگار شاہزادی — گھبرا گئی پھر وہ غم کے مارے
فانوس خیال کرکے روشن — روتی وہیں پردہ شبنم آسا
کہتی کہ ہوا یہ کیا الٰہی — کس گل کا ہوا وہ شوخ بلبل
ہے سنبل تابدار کس کا — کس بن میں روان ہی کل آہو
ہے کس کے بغل میں وہ دلارام — تب سوز نے کچھ اثر دکھایا
شہزادہ ادھر کی یاد لاکر — محبوب کو لے چلا وہاں سے
سب جھیل کے سو طرح کی آفت — پہونچا وہیں لیکر اپنا لشکر
پھیلی یہ خبر کہ کوئی آیا — دیکھا کہ وہی ہے شوخ عیار
یہ مہر نگار کو سنایا — آیا وہی شاہ بن ترے دیس
سمجھی کہ ہنسی کی بات یہ ہے — جو آئے حبیب میرے دیدہ
وہ شب ہی کہاں جسے خبر ہو — کہنے پہ نہ اعتبار لائی

شاہزادہ کی شادی ہونا انجمن آرا کے ساتھ

ہے زیب عروس فکر اس سے — یہ غازہ کش رخ بیان ہے
یک چند رہا خوشی کا ماندکور — گذرا یہ خیال شہ کے دل میں
ہے کار زمانہ اضطراری — کرنا ہے ضرور عقد دختر
پیوند کو اپنے ہے سزاوار — دانش میں جمال میں نسب میں
ہے جسم جہاں میں جیسے جان — حاضر ہوئے رکن سلطنت جب
مشورہ یہ ہر ایک دل کو بھایا — دونوں کا ہوا پھر عقد و پیوند
سب بیٹھنے کے لیے ... — نوخیز تھا چہرہ جوان کا
جیون زلف بتوں میں بال ... — گل شاہ ... سحر ... تھا
شبنم ہوئی گرم آبریزی — داخل ہوا باغ میں وہ گلرو
دامن کی ہوا نے گل کھلایا — صدقے ترے ساقیا پلادے

پہونچنا شاہزادہ کا سحر انجمن آرا کے ملکہ مہر نگار کے پاس اور بیاہ کرنا اوسکے ساتھ

عشاق کا راز دار یہ ہے — کرتا ہے بیان شادی و غم
غمدیدہ امیدوار شادی — کچھ دن ہیں قبول کے سہارے
جلتی شمع سان سدا وہ گلتن — جب سے بچھڑے وہ گل ملا تھا
اوس شوخ کا مجھ سے جو پھرا جی — کس باغ میں جا رہا وہ گل
وہ دل ہی ہوا اسیر جس کا — کس گھر کا چراغ ہے وہ مہرو
وحشی مرا کس نے کرلیا رام — یوں آتش غم میں دل جلایا
باطن میں ہوا بہت مکدر — رخصت ہوا شاہ مہربان سے
کی تھوڑے دنوں میں طے مسافت — تھا مہر نگار کا جہاں گھر
خیمہ خیمہ گاہ ساتھ لایا — تفتیش کو آئے جب خبردار
بچھڑا ہوا تیرا آج آیا — جو گیا یہاں سے جو گیا تھا
اور چھیڑ کی ساری گھات یہ ہے — بولی کہ کہاں ہی بخت یاور
وہ دن ہی کہاں جو خوش خبر ہو — جب پاس کی گفتگو سنائی

آداب نیاز کچھ ہے کرنا
سنکر کہا اوسنے بھی کہ بہتر
تب مہر نگار پاک دامن
بہرام ہے یہ وزیرزادہ
اوس دم مری باپ نے بلایا
سو اوسنے ضرور اسے بتایا
ہم تم رہین دونون اک جگہ پر
خیمہ مین عالی و بلند در
سرخیل بنا وہ بد ارادہ
تھا نام غضنفر اوسکا
چلنے سے ہوئے تھے سب گران
لشکر کے درود سے ہو آگاہ
بہتر ہے کہ صلح کا ہو سامان
گر ہوا وسے بزم کی تمنا
منشی نے کیا بحسب فرمان
بہرام ہوا جو اوس سے آگاہ
کی پرسش حال شاہ کشور
اظہار عشق کیا بحسن تقریر
دستور سے وش کو حسن اخلاق
آنے کی خبر اودھر جو آئی
راضی جو ہوا وہ صاحب خیر
خالی ہوئین دو محل سرائین
وہ مست شراب ہوا سی
سو جا شوئی سے دل مین مضمون
بے زندگی اوسکی اپنا مرنا

سنت کا ہو طاق تجھکو بھرنا
فرمانا تمھارا میرے سر پر
بولی کہ بہن شریف تو ہین
زنہار نہین وہ مرد سادہ
اور علم خلع بدن سکھایا
مژدہ ہے اوسی کا یہ جو پایا
باہر ہے اب یہ ماہ گشتہ
باہر ہی رہا وہ نوجوان مرد
راہی ہوئے راکب و پیادہ
شب کو وہین پر مقام ٹھہرا
لشکر کئی دن رہا وہین پر
گھبرایا بہت وہ صاحب جاہ
ذرہ کرے سدباب طوفان
جا پہنچی یہان بھی جام و مینا
گلگون قلم کو تیز جولان
آتا ہے وزیر شاہ جمجاہ
آئین و طریق شہر و لشکر
محظوظ ہوا وزیر دلگیر
دل سے ہوا بادشاہ مشتاق
کی شاہ کی اسنے پیشوائی
جنگل سے دکھائی شہر کی سیر
شہزادیان جس مین چین پائین
پہنے وہی مرد کا لباسی
شہزادہ بنا ہے گرچہ میمون
کیا فائدہ عمر بھر کا ڈرنا

بس اسکے سبب سے آج کے روز
کچھ خوف جو دل مین تھا سمایا
سچ کہتی ہون مین غضب ہوا ہے
گھر سے مرے جب گیے جان عالم
تاکید یہ کی کہ ہان خبردار
اب یہان ہو ضرور حفظ ناموس
آپس مین جو یہ قرار ٹھہرا
رہرو کو غرض یونہین کٹی رات
طے کرکے رہ دراز جو دن دو
خیمے ہوئے چار سمت ایستاد
تھا نام اک ملک صاحب ہوش
سمجھا کہ یہ ہے غنیم میرا
پہلے کوئی اس طرف ہی جا کے
دریافت ہو عزم کا کچھ اونکو
لے نامہ پیام دوستانہ
فرزند سو اوسے بلا بھجایا
اور اپنا پئے شکار آنا
جب خدمت شہ مین وہ نبیرہ آیا
خیمہ تھا مسافرون کا جو دشت
با حفظ مراتب اوسکو لایا
ایوان شہی مین لا اوتارا
کی شاہ نے سب کی میہمانی
آسودہ ہوا جو گرد رہ سے
بند یہین جان کا خطر ہے
لازم ہے کہ خطر مٹاؤن

باہر رہین آکے جو رونق افروز
رخصت ہوا وہان سے گھر آیا
شک اس مین نہین ہے کچھ ذرا سا
رخصت ہو چلا ہے شاہ ذیجاہ
کہنا نہ کسی سے بھید زنہار
گو عمر کٹے بدرد و افسوس
در پر ہوا حبشیون کا پہرا
لشکر کا جو ہوا تو سب چلین سیاہ
اک شہر مین جا پڑے شاہ بنگاہ
گویا ہوا ایک شہر بنیاد
سلطان غضنفر زرہ پوش
جو اسنے کیا قریب ڈیرا
انداز وہان کا دیکھ آئے
اس سے بھی دریغ مجھکو کب ہو
دستوری مین وہ ہوا روانہ
تحفہ لیا ساتھ جو وہ لایا
وہ آب و ہوا خوش کا بھانا
مژدہ اوسنے صلح کا سنایا
پہونچا وہین آپ کرکے گلگشت
بیگانہ سے آشنا بنایا
پیش آیا وہان بصد مدارا
دی لشکریون کو تازہ جانی
اور تقویت آئی لطف شہ سے
جیتا اوسے چھوڑنے مین ڈر ہے
بے جان کرون اوسکو چین پاؤن

تھا نخل حیات شہ جو بے بر
کی اوسنے وصیت اس طرح پر

کی عمر بسر بہ عیش و آرام
دنیا میں ہوا بخیر انجام

لڑکے کی رہی فقط ہوس ایک
رکھی نہ خدا نے یہ جری ٹیک

ہو جب کہ تمام کام میرا
اور گل ہو چراغ نام میرا

ڈھونڈنا وہاں ایک تاج لیکر
خالی رکھنا مکان شب بھر

ہووے وہی سلطنت کا مالک
اپنا کوئی یا ہو غیر ذالک

آیا جو شہ اجل کا پیغام
خاموش ہوا وہ نیک فرجام

کوئی نہ رہا وہاں پہ شب کو
تھا دل میں سبھوں کے صبح کب ہو

کچھ رات رہے چلا وہ اوٹھکر
پہونچا وہیں شاہ کے لحد پر

جو صبح ہوئی تو اہل کشور
آئے بخیال تخت و افسر

بر حسب وصیت اوس گدا کو
شاہ اپنا بنایا سب نے خوش ہو

اب کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈہ لاؤں
سمجھو دن سے ملن کا دن کہاؤں

تھا ایک شبان گلہ پرور
بیٹے کو وہ اپنے لے گیا گھر

ملاح کے ہاتھ میں وہ آیا
دونوں کو خدا نے یون بچایا

گذری یونہیں جبکہ ایک مدت
دل میں ہوا شہ کو جوش الفت

اک روز عالم سے ہو پریشان
دستور سے یون ہوا سخن ران

ہر قوم میں جو ہیں پاس حاضر
لڑکے ہیں مجھے پسند خاطر

دے دو سہ اوج تاجداری
نورستہ باغ شہریاری

قسمت سے اونھیں کو منتخب کر
بہلایا وزیر نے برابر

خدمت میں شہ جہاں کے لایا
دونوں کو ندیم شہ بنایا

تغییر ہوا تھا حال اونکا
کچھ شہ کو نہ تھا خیال اونکا

غیروں کی نگاہ سے چھپا کر
رکھا اوسے ایک گھر میں جا کر

وہ دل شدہ بیقرار و مہجور
ہو صاحب بستر اور رنجور

یہاں تھوڑی دنوں میں بھی آیا
بانو کو بھی اپنے ساتھ لایا

کی شاہ نے اوسکے پاس خاطر
لی اوس سے جو لایا جنس نادر

ہستی میں عدم سے میں جو آیا
اقبال و نصیب ساتھ لایا

عقبے کی لیے بس اب وہ جاگے
ہم دار فنا کو چھوڑ بھاگے

گو وارث سلطنت بہت ہیں
یہ چاہتا ہوں تم سبھوں سے میں

دل سے مرے خیال یہ اوٹھانا
مرقد سر راہ میں بنانا

پہونچے وہاں پہلے جو سحرگاہ
ملک اوسکا ہو وہی ہو شاہ

تلقین کی اوسنے سب جو جو
تسلیم کیا سبھوں نے سو سو

سب لائے عمل میں جب یہ ارشاد
ویرانہ کیا خدا نے آباد

تقدیر کی تھی جو حسن تدبیر
شاہ بنے بحکم تقدیر

تھی جائے طفیل و شب ماہ
وہاں بیٹھ رہا وہ نا موشاہ

بیٹھا وہاں پایا وارث تخت
حیران رہا اپنے کام میں سخت

یون فیض سخا سے وہ ہوا شاہ
دی اوسکو خدا نے حشمت و جاہ

لے جسکو گیا تھا وہ درندہ
قدرت سے بچا وہ طفل زندہ

دریا میں گرا تھا جو کہ چھٹکر
ساحل پہ لگا وہ بچ کے جان بر

دونوں اسی مملکت میں آئے
لڑکے دونوں بھی ساتھ لائے

بیٹوں کی خیال میں غمیں تھا
تھا تخت نشین لیکے حزین تھا

دربار کو وقت کل جب آنا
وہ طفل صغیر ساتھ لانا

تھے شہر کے جتنے لڑکے کمسن
بلوائے وزیر نے اوسی دن

اک حالت فقر کی بنا کے
ہمراہ سبھوں کے وہاں آئے

حمام سے گرد راہ کر پاک
پہنائی اونھیں نفیس پوشاک

وہ دونوں رہین مہر و مہ کے
رہتے شب و روز پاس شہ کے

بانو کا سنو ہوا یہ انجام
لی اوسکو گیا وہ بد سرانجام

پایا اوسے لیکے اوٹھے غمناک
روکے رہا پاک کو وہ بیباک

عصمت کی حصار میں ہوئی قید
محروم رہا وہ صاحب کید

پھر شاہ سے بھی ملازمت کی
کچھ جنس نفیس نذر میں دی

ارشاد ہوا کہ کار و بیکار
حاضر ہو مدام وقت دربار

منت کشی اوسنے گو بہت کی
پر کھا اوسے کچھ دنون چھپا کر
سوچا کہ وہی ہے اپنا دشمن
پہلے کیا اوسنے صاف انکار
اصرار کیا کہ کل سحر کو
سن مہر نگار کو ہوا غم
اب چھپیے مجھسے وہ حسن تدبیر
طوطے کا قفس بھی ساتھ مین تھا
ٹھہرا کر اوسے کہا ہنوز ان
آواز سنی جو آشنا کی
کہنا نہین ناصحون کا مانا
بانو کو ہوا یقین کامل
بندر کو قفس جو نہین دکھایا
اس چال سے مر گیا جو بندر
اک روز گلا دبا کر اوسکو
اوسنے کہا گفتگو کیا ہے
تو لی یہ ہوگا مجھسے زنہار
اوس دن جو مین غم سے بلبلائی
سمجھا اگر ایسی ہی ہوا ہے
تب لپیٹ کر اوڑھ چادر
وہ مردہ جسد جلائی اپنی
لین اوسکی بلائین شاد ہو کر
بکری ہوئی پائے بند شادی
وصلت ہوئی جبکہ جان تن کی

طالب کا اگر نہ کچھ بھرا جی
پھر کھل گیا راز وہ سبھون پر
گھر بیٹھے ملا ہے زیر دامن
پھر وہ بھی ڈرا بخوف سرکار
لاؤن گا ضرور جانور کو
سمجھی کہ وہی ہے جان عالم
ہو جس مین حریف اپنا نخچیر
سامان عوض کا ساتھ مین تھا
گو ہم سے نہین ہر جان پہچان
مغموم ہوا وہ خستہ دل بھی
دشوار پڑا جو سہل جانا
ہے اپنا یہ آشنا سے غافل
لو طو مین وہ اپنی روح لایا
آہستہ اوٹھی وہ ماہ پیکر
بیجان کیا او مضطرب ہو
مردہ بھی کہین جلا جیا ہے
کر دیجیے آپ اسی کو جاندار
بنیا بری تنے کیون جلائی
انکار یہان نہین روا ہے
آمادہ ہوا فسون گری پر
پھر بگڑی ہوئی بنائی اپنی
صدقے ہوئین جان و دل سے اوپر
حاصل ہوئی عاقبت بد است
رخصت لی شاہ نے وطن کی
آئے سنگدلی سے چرخ کے در

در کے کر اوسے ایک صرۂ زر
آگاہ ہوا وہ مرد جویا
دل اوسکے سراغ مین لگایا
مجبور بے پناہ جب نہ دیکھی
مشہور ہوئی یہ بات گھر گھر
شہزادہ مگر بنا ہے بندر
تھا ایک مکان رہگذر پر
لایا وہان جب وہ شخص بندر
پر کچھ تو سناؤ اپنی باتین
بولا نہ پوچھو حال کچھ اب
باقی رہا دل مین خار حسرت
طوطا بغل مین تھا جو پنہان
سرسبز ہوا نہال امید
پھر بات یہ سوچ کر نکالی
بولی شہزادے کو بلاؤ
بچہ منگوا کر اور پالو
زندہ کرو اسکو پھر سے کاش
اصرار کیا جو اوسنے زیادہ
بولا کہ اگر یہی ہے اصرار
مردہ ہوا آپ اوسے جلایا
چھوٹا جو بلا سے جان عالم
آراستہ کر کے بزم رنگین
کھینچا اوسی زیر تیغ تقدیر
ساقی مئے ناب جلد لانا
پہونچا دہر کٹھی سے پوت گھر

جس ڈھب سے بنا لیا وہ بندر
بندر کہین شہر مین ہے گویا
آخر وہ درود گر بھی آیا
تب مانگ لی مہلت ایک شب کی
کل ہوئے گا قتل ایک بندر
جو بر سر خون ہے ستمگر
وہان بیٹھ رہی وہ عقل پرور
اور ساتھ ہجوم اہل کشور
مشتاق تمھاری بات کے ہین
ہے قتل پہ اپنا اصل مطلب
آگے ہین تم سناؤ اب مت
لیکر کیا اوسکو جلد بیجان
ہرگز نہ کھلا کسی پہ یہ بھید
بکری منگوا کر ایک پالی
آیا تو کہا اسے جلاؤ
اس لاش کو سامنے سے لو
جا ناز بناؤ دو گھڑی لاش
مجبور ہوا وہ مرد سادہ
اک دم کے لیے بنے گا جانا
طوطے نے قفس وہ خالی پایا
مسرور ہوئین وہ دونون باہم
بانی ہوئین شستین ادا کین
لازم نہ تھی اس جگہ یہ تاخیر
منظور ہے اب وطن کا جانا

سو کوہ کنی سے خامۂ تیز
ہے تیشۂ سنگلاخ مضمون
حاصل ہوا اونکا جب کہ مطلب
ہلکا ہوا بار سے گران کا
شہزادہ نماز پڑھ کے سویا
سوچی کہ پھر اب آوے جھنجھلاؤن
آہستہ قریب سے پکارا
آتش مین بہت بھرا ہوا تھا
دیکھا نہ کسی نے دیتے لیتے
پھر گرد ہوئی بہت نمود آ
افعی پہ سوار ہو کر آئی
پر کیا کرے ہو چکا تھا مجبور
بولی پہچانتے ہو مجھکو
بولی کہ ہے خیر آج تک بھی
جھنجھلائی رسائی جو نہ پائی
پورا ہوا اوسکا جب کہ جادو
کہکر یہ سخن گئی وہ گھر کو
تھا مہرنگار کے پدر کا
دبا نہ وہان آدھے آدمی پتھر
کیونکہ ہوئی اس طرح سے پتھر
وہان نکلا ہر ایک جان پہچان
آگاہ ہو سب کی داستان سے
زاہد نے کیا جو اک اشارا
اوس سنگ گران سے ہو کر آزاد
قفل در سحر جب کہ ٹوٹا

پہونچنا جان عالم کا ساحرہ کے ملک مین اور طلسم سے رہائی پانا مہرنگار کے باپ کی مدد سے

جل نکلا وہان سے قافلہ سب
ساکن ہوا ہر ذی ہوشیار
سویا نہیں سب کو لے ڈبویا
پھر دام مین کر فریب لاؤن
اوٹھ دیکھ ہے کیسی آتش انجم آرا
کچھ اوسکے فریب کو سمجھا
نقشہ ہوا اور نقش دیتے
پیدا ہوئے سحر کے سب آثار
اور فوج عجیب ساتھ لائی
تھا سحر کے تلنے سے معذور
بولا ہان جانتے ہین تمکو
بولا نہ ہو جب تلک ہے جی جا
کچھ طیش مین آئی بڑبڑائی
سرور بکمال ہو وہ بدخو
سر پیٹا یہان ہون زور زور
شاگرد رشید ایک لڑکا
ہر ایک ہے بیکلی سے مضطر
پتھر پڑا انکے سر پہ کیونکر
پر اس قدر اوسکو تھا نہ امکان
بھاگا وہ بزور سحر وہان سے
گھل کر ہوا موم سنگ خارا
پاس اوسکے سب آئے او دیتے داد
سب لشکریون نے مال لوٹا

پہونچا کئی دن کے بعد لشکر
چلنے کی اوٹھائی تھی جو کاوش
آگاہ ہوئی وہ سحر پرداز
تب شکل خواص خاص بنکر
وہ نقش حیات کا شہا دون
سونپا اوسے نقش مدعا کو
پہلے ہوا ایک شور محشر
وہ صاحب سحر دخت شہپال
پہچان کر اوسکو جان عالم
بیٹھا رہا ویسے ہی وہ خاموش
بولی اب کیسے کیا ہے منظور
سمجھی کہ نہوگا کام میرا
اک دم مین ہوا تمام لشکر
بولی کہ اماں ہے آج کی شب
ہو جیگا گر خدا مددگار
گذرا کہین اوس طرف سے ناگاہ
حیران ہوا دیکھکر سبھون کو
اون آدمیون کے پاس آیا
جو آفت سحر کو مٹائے
اور پیر کو اپنے جلد لایا
شمشاد جو پا بہ گل گڑے تھے
زاہد نے وہ سحر سب بگاڑا
وہ نقش پھر اوسکے ہاتھ آیا

پر راہ مین اب ہوا سبک خیز
ہے رافع بام کاخ مضمون کا
اوس دشت مین تھا جو سحر کا گھر
سب کو ہوئی خواب خور کی خواہش
پھر آیا وہ ہی حریف کجباز
شہزادہ جہان تھا آئی بے ڈر
دھوکر ابھی اوسکو مین بلاؤن
راہی ہو وہ اپنے گھر وہ خوش ہو
ایسا کہ ڈرا تمام لشکر
پھیلایا تھا جسنے سحر کا جال
سہما بہت اپنے دل مین وہ سدم
جب آئی قریب وہ جفاکوش
بولا وہی تھا جو پہلے مذکور
معشوق نہین ہے رام میرا
نصف آدمی اور نصف پتھر
کل ہوگا تباہ قافلہ سب
گل ہوتا ہوا اوسکی راہ مین چار
دیکھا کہ تمام خیل و خرگاہ
کہنے لگا دل مین مضطرب ہو
پردہ رخ راز سے اوٹھایا
پتھر سے پھر آدمی بنائے
ماتم کدہ اوسکو وہ دکھایا
ثابت قدمی سے وہان اڑے تھے
شہپال کو مار کر اوجاڑا
اپنا اوسے حرز جان بنایا

ویے جملہ نقوش کرنیے یاد | تھے جتنے کہ اوسمین حرف ارشاد
لا کشتئ مے شتاب ساقی | سیر عالم آب کی ہے باقی
اس طور نجات وہان سے پاکر | راہی ہوا پھر بتام لشکر

یون رہرو خامہ دلاور
صحرا سے بخیر ہو عنان تاب
اون سب کا جہان مقام ہوتا
ناگاہ کچھ اوسکے دل مین آئی
کشتی کا اوٹھایا جب کہ لنگر
کشتی ہوئی آکے یہان چور
پانی کا نشان جب ہوا دور
بولا کہ نہ اتنا ہو مکدر
جوگی ہے وہان پر ایک ساکن
بیچارہ چلا اودھر پراگندہ
پہونچا جو وہان وہ کان ماتم
وہ بادۂ معرفت کا سرشار
بولا نہ ہو غم سے تو پریشان
ثابت قدمی کا ہی یہان کام
جوگی نے کہا کہ اک جگہ پر
بھائی تھے وہ دونون توامان زاد
جنکا جو شکار کا پڑا تھا
تھے چاندنی رات کے جو ایام
گھوڑ دن کو درخت سی لگایا
نیند آگئی اوسکو جو بڑا تھا
دونون بزبان بے زبانی
اس شب ہو نصیب جسکو
گویا ہوا تب وہ دوسرا بھی

جدا ہونا سب کا بسبب ٹوٹنے جہاز کے اور پھر ملاقات ہونی انجمن آرا سے

بستی جنگل کا نام ہوتا
کشتی وہین سیر کو ہنگامی
پیدا ہوئی ایک باد صرصر
آپس مین ہوا ہر ایک مہجور
بستی کی طرف چلا وہ رنجور
یہان ایک ہی کوہ سنگ مرمر
صاحب تاثیر صاف باطن
ہاتھ آیا جب اوسکو دامن کوہ
پایا نہ کہین نشان آدم
تھا غار مین با جمال پرنور
ہے مرہم زخم سینہ ریشان
کردے گا خدا بخیر انجام

اک روز وہ نوجوان سرکش
بیٹھا وہ عزیز شاد و خرم
ملاحون نے ہاتھ پیر مارا
گردون کا فقط یہ شعبدہ تھا
وہان راہ مین ایک پیر دہقان
مغرب کی طرف یہان سے کچھ دور
لاریب اگر خدا نے چاہا
دیکر دل زار کو دلاسا
چل پھر بہت اوس مقام پر گیا
آتے لسے دیکھ سر اوٹھایا
دنیا ہے اسی کا نام بیٹا
کہتا ہون مین ایک وصل سن

قصۂ برادران توام

تکلیف غم جہان سے آزاد
جاتے تھے مدام سوے صحرا
بچھا کوئی دم مین راہ کا دام
سبزے پر اوسی جگہ بچھایا
چھوٹے کو بٹھا کر آپ سویا
باہم ہوئے گرم خوش بیانی
تھوکے وہی لعل پھر سحر کو
تاثیر خدا نے یہ مجھے دی

دونون مین کمال دوستی تھی
اک روز گئے شکار کو دور
بھائی جو بہار جاں بازی کی
بھوکے ہوئے تھے کباب بھونے
جس پیڑ تلے تھا اوسکا بستر
کی ایک نے اس طرح سے تقریر
پھر تیسوین روز ہو یہی حال
جو شخص کباب میرے کھائے

ہے سحر کلام میرا شنادر
لشکر وہ چلا نظیر سیلاب
دریا کے قریب تھا فرد کش
دائین بائین دونون باہم
لیکن نہ ملا اونھین کنارا
شہزادہ لگا کنارے جیتا
دیکھا اوسکو ہوا بہت پریشان
ہے وہ مطلب برار مشہور
رکھے ترے زخم پر وہ پھایا
لپکا اوپر کو شعلہ آسا
تب اوسکو ملا مقام جوگی
شفقت سے بلایا اور بٹھایا
نازک ہے یہی مقام بیٹا
قدرت کے طلسم کا بیان سن
تھے ایک پدر سے دو برادر
دشوار تھا پھر ایک دم بھی
بن مین رہے دونون شب کو مجبور
رہنے کو اوسی جگہ جہاں جی
کھایا وہین سیر ہو اوٹھ کر ابکی
جوڑا کسی مرغ کا تھا اوسپر
ہے میرے کباب کی یہ تاثیر
تھوکا کرے عمر بھر وہی لال
کھاتے ہوئے سلطنت کو پائے

تاجر نے کہا یہ شوخ دیدہ
اس واسطے یہ ہوا گرفتار
جب پارہ دیار و یار سے دور
اقرار خطا کا جس دم سنکر
اظہار لیا جو اوسکا سارا
آغاز سے نقل کی حکایت
بولا کہ یہ چند روز موجود
اور جھوٹ سے شرمسار کرنا
چمکا جو ستارہ یمانی
قسمت سے ملا جو معدن لعل
اور گوہر شاہوار ناسفت
بھائی سے بھی ہوگئی ملاقات
بولا کہ نہ پوچھیے کشف اسرار
میرا ہوا جسم عمر لبریز
یہ سیکھ ہے مجھسے ایک ٹوٹکا
گر یاد رہے سخن نہیں گے
مٹی اوسے دی بہت کیا غم
دو دن ہے یہ کر آئے ڈھونڈ تک
لگے جو ذرا قدم بڑھایا
چشمہ تھا اوسی مکان سے جاری
پھولوں سے بھرا نظر پڑا باغ
بنگلہ وہیں تھا سجا سجایا
گلدستہ قریب اک دھرا تھا
چھت کا سرا پانی پر بندھا تھا
قطرہ جو ٹپک کر اوس سے گرتا

میرا ہے غلام زر خریدہ
اب آگئی ہے اختیار سرکار
بولا کہ ہوا طمع سے مجبور
حیرت میں ہوئی وہ عدل پرور
وہ بھید ہوا تب آشکارا
کی تھی جو اسیر نے روایت
لشکر میں بہت شتاب کیا سو
کان اسکے قریب پر دھرا
تھوکا وہیں لعل دلستانی
مسرور ہوا وہ خوش اقبال
اوس مخزن لعل کی کیا صفت
عمر اونکی ہوئی بسر خوشی سات
کرتا تجھے ورنہ میں خبردار
ہے بار گئے نفس تنک خیز
تو جس میں ہے کہ میں نہ اٹھا
بچھڑے ہوئے پھر سے سب ملینگے
پھر وہاں سے چلا بچشم پرنم
پیدا ہوا دل میں سو گرمی
وہاں ایک مکان نظر آیا
لعل آئے اوسی سے بار نکلا
جوں سینہ عاشقان گرداغ
اور ایک پلنگ بھی وہاں بچھایا
آدھا تھا سفید سرخ آدھا
تھا اوس پر بندھا ہوا دھرا تھا
پانی میں وہ لعل ہوکے بنتا

کل رات کو اسنے کی تھی چوری
مجرم سے اوس عادل نے پوچھا
بدبخت ہوں زیر آسمان میں
اوس وقت دانتوں دبا کے چپ ہو
جب کان میں لعل کی پڑی تب
تھی بات جو وہ قیاس سے دور
سچا یہ اگر کلام کا ہے
دکھلا دے الغرض نظر بد
دھوئے ہوا مدعی کا قائل
وہ لعل جو تھا چھپا تہ خاک
اس طرح سے مال و جاہ و حشمت
وہ شاہ سریر غیب دانی
پر چشم امید رکھ خدا پہ
ہوتا ہوں عدم کو میں روانہ
جس شکل کا دھیان تجھکو آئے
اترا کہا چل بیابان سے
آیا نظر ایک چشمہ تر
گہرائی میں ہے کمان سے
تھی چار طرف محیط دیوار
دیوار کو بھاند کر وہ عیار
سنسان مگر وہ مکان تھا
تانے ہوئی پانو سے دوشالا
سرکا جو دوشالہ آگے بڑھکر
تھی نوجوان اوسکے نیچے
پہچانا کہ ہے یہ انجم آرا

پوچھے سے دکھائی سینہ زوری
دیتا ہے جواب اسکا تو کیا
گردن زدنی ہوں گنہگار میں
بلوایا علیحدہ پھر اوسکو
تب باپ کے پاس جا خوشی سے
شہ کو ہوا امتحان منظور
بولا کہ طمع سے کام کیا ہے
اپنے ہی قریب شہ نے تھپ
قیدی کو ہوئی نجات حاصل
دم میں ہے اوہ خاک سے کیا پاک
حاصل ہوا اوسکو جاہ و حشمت
کر گوش زد اوسکے یہ کہانی
راضی تہ دل سے ہو رضا پر
مجھکو تہ خاک کرکے جانا
صورت وہی اپنی تو بنائے
کی روح نے نقل خاکدان سے
اٹھتے تھے اودھر سے لعل ہیکر
نسبت کہو کب ہی ہجر دکان سے
اور باب دخول ناپدیدار
بے تیر جو گیا سب عصا اوس
نرگس کے سوا نہ دیدبان تھا
لیٹی ہوئی ایک سرو بالا
پائنتی تکیوں کو دیے سر
گرتا تھا لہو ٹپک کے سر سے
کہنے لگا ہے یہ کس نے مارا

وہ وارث حشمت سلیمان
آواز کا پاتے ہی سہارا
تقدیر سے سیدھی آئی تدبیر
مسرور ہو سینے سے لگایا
شب بھر رہا آپ ہی نگہبان
بیدار ہوا وہ بخت بیدار
تھا جسکو گمان سلطنت کا
بھائی کو وہ لعل جب کھلایا
جب آ کے کہین بیچ لاؤن
تو حاکم وقت منت لے گا
نزدیک تھا شہر نا پہ سخت
دروازۂ شہر پہ جب آ گئے
اوس روز یہی سانحہ یہی تھا
پر جس کو ازل سے ہو مقدر
ایوان شہی مین وہان سے آیا
کی جب کہ تلاش دوسرے روز
جاگا تھا وہ نیند آئی اوسکو
اوسکا جو ہوا بہت ہوا پر
پانی کے گزند سے ہوا مین
آگاہ ہو لوگ قافلہ کے
تھوکا وہان اوسنے دو سر الال
باطن مین ہوا گر جگر خون
حاکم سے کیا پھر اوسنے اظہار
بیٹی ایک اوسکی تھی جمیلہ
سنکر وہ معاملہ کی تقریر

چڑیون کی زبان کا زبان دان
ترکش سے نکال تیر مارا
دونون کے لگا وہ ایک ہی تیر
شاہی کے گمان مین ایک کھایا
تھا اپنے گمان مین شاد خندان
کھائے جو بلے کباب طیار
کچھ دم مین اوسی نے لعل تھوکا
اور قصہ شب اوسے سنایا
تو بیٹھیہ یہان مین جب تک آؤن
کب قیمت جسب حال دے گا
پہونچا وہان بلدہ جو آن تحت
باز ایک اوسی جگہ اوڑاتے
اس کے واسطے ہوئے سبھی کھیا
ہو سایہ فگن ہما بھی اوسپر
دل رود و سرود مین لگایا
ہانہ آیا نہین وہ عاقبت سوز
بستر پہ اوسی جگہ رہا سو
وہ صید گرا کنوئین مین جھٹکے
اوس طاق مین جا کیا نشیمن
باہر اوسی لائے اوس کنوئین سے
چھینٹے کی مگر نہین تھی چال
جانا کہ یہ لعل نیلگون
بیچارہ ہوا وہان گرفتار
انصاف پسند اور عقیلہ
دیتی تھی بقدر جرم تعزیر

اس بات کو جان کر غنیمت
تھا گرچہ درخت پر اندھیرا
زخمی ہوئی اور زمین پر آ گئے
اور مخزن لعل کو اوٹھا کر
جب لعل جہان فروز جاگا
پر صاف رہا وہ تھا جب علم
سمجھا کہ رہا شہی سے محروم
تسکین ہوا وہ کمال خوشحال
لے چلیے اسی جو اپنے گھر کو
القصہ وہان پر اوسکو بٹھلا
یون رسم قدیم تھا وہان کا
وہ دام مین جسکے باز آتا
تھی سب کو یہی امیدواری
ہاتھ اوسکے ہوا وہ باز پابند
شب عیش و سرور مین بسر کی
یہ حال ہوا کہ لعل اوسکے
سیمرغ وہان پر ایک آیا
غوطے کئی کھا کر اوسنے ابھرا
تقدیر سے تھیلی تا جرون کا
ساتہ اونکے ہوا وہ پاک سینہ
سر قافلہ دیکھکر جواہر
جب سنگدلی سی لالچ آئی
تھا پیر وہان کا شاہ کشور
مجرم جو اسیر ہو کے آتا
لائے اسے لوگ جب پکڑ کر

کی اونکے شکار کی عزیمت
مرغون کو قضا نے پر جو گھیرا
اقبال و نصیب ساتہ لائے
بھائی کے لیے دھر اچھپا کر
روشن ہوا جب رخ جہان پر
کیفیت ماجرا سے لا علم
بیشک ہوا شگون راہ مقسوم
بولا تجھے دے یہ بے بہا لال
شاید کہین فاش یہ خبر ہو
دھر لعل کہین وہان سے نکلا
جب ملک عدم مین شاہ جاتا
سارا وہی ملک و مال پاتا
ہو جائے تجھی کو شہریاری
بندے سے بنا وہین خداوند
بھائی کی خبر نہ اوس گھڑی لی
جب وہان سے گیا وہ نیک اختر
پنجے مین پکڑ اوسے اوٹھایا
اک طاقچہ اوس کنوئین مین دیکھا
آ کر کہین سے وہین پر اوترا
پورا ہوا اور جب سفینا
خورسند ہوا بہت بظاہر
چوری اوسے لعل کی لگائی
بیٹھا تھا جہان سو دل اوٹھا کر
وہان شحنۂ شہر اوسکو لاتا
بیٹھی وہ عقیلہ داوری کو

اوس شہر کا بادشاہ جو تھا
دیکھا جو غروب ہوتے مہ کو
آفت سے بچایا اوس بچے کو
مجبور ہو بولی او تشفی وہ ناکام
پیدا ہوئی یاس گفتگو سے
دریا سے وہ در جو ہاتھ آیا
اوس جان امان میں ہو ساکن
اک دن غم دل سے ہو پریشان
حسرت سے زبان پہ لائی ہیہات
آغوش میں آئے کب دلآرام
کب لالہ عذار پاؤں اپنا
سن کلمۂ دردناک اوسکا
کس گل نے چھپایا خار دل میں
گویا ہوا اتنا بے زبان جب
بیٹھا رہے وہ بس ہو اب جدائی
طوطے نے اوسے جو پایا مشتاق
جب نامۂ درد اپنا کھولا
ٹھنڈا ہوا تجھکو دیکھکر جی
ہے مجھکو یقین کامل اس پر
لاؤن اوسی پاس تیرے جاکر
دو چار دن اپنے پاس رکھکر
کچھ دن رہا چار سو سیاک سیر
اک دن بیٹھا تھا شام ہوتے
باہم ہوئے جب گھڑی سخن ساز
حبیب مہر نگار کا سنا حال

نکلا تھا یہ قصد سیر دریا
دن تیرہ ہوا نظر میں شہ کو
پوچھا نام و نشان بچے کو
حجتو جیسا اب ہے مرا نام
افسردگی پائی گل کی بو سے
لیکر اوسے درج میں چھپایا
سنیم ہوئی دہر سے وہ کچھ دن
تھی صحن چمن میں خرامان
کب بیٹھکے سنیون اوسکی بات
ہو سایۂ سرو میں کب آرام
کب داغ جگر دکھاؤن اپنا
سینہ ہوا چاک چاک اوسکا
کس شمع سے ہے شرار دل میں
وہ آئینہ دلگار بول اوٹھی تب
کچھ آدمی ہم اوسکی چھب میں آئی
دوری ہوئی اوسکو بہت شاق
طوطا وہ فسانہ سنکے بولا
اب تو جو ملے گا وہ بھی
اب تک ہے شگفتہ وہ گل تر
خوش اوسکو کرون تجھے ملاکر
دی رخصت جستجوے دلبر
ڈھونڈھا ہر ایک خانۂ دیر
دو اور بھی ہان آکے طوطے
نکلا ایک ویاں یار دمساز
دونون ہوئے اس خبر سے خوشحال

سہکر ہوا اوسی جگہ پر آئی
افسوس کمال دل پہ پا کر
گویا نو گرفتار جیسا تھی
گھر کا نہ پتا نہ کچھ نشان ہے
سمجھا کہ بزرگ خاندان ہے
دل اپنا اوٹھا کر آرزو سے
اک باغ بھی تھا اوسی جگہ پہ
دیکھا جو گل اور بلبلون کو
نکلی مرے دل سے خار کیونکر
کب سنبل زلف پیچ کھا کر
طوطا ہمراز جہان عالم
بولا تجھے کون غم ہوا پیش
کس گل سے ہے خار سر بسر
تجھ پر کیا ہے ستم تو نے
اب کر مری آکے غمگساری
وہ مرغ بشیر اوڑ کر آیا
ہون میں وہی فتنہ ساز طوطا
بیتاب ہنو سنبھال تو دل
رخصت مجھے کر میں جلد جاؤن
بانو کو ہوا ذرا سہارا
القصہ وہ مرغ صاحب نہ
جنگل کہسار خوب چھانا
تھی شام وہین لیا بسیرا
ایام ہوا حسرت کا تذکرہ
جنگل میں پہار ہو گئی رات

شہ نے بھی ادھر کو گھر اوٹھائی
دریا میں ہوا وہ خود شناور
یہ کہتا نہ مقام خامشی بھی
گم اندرون اپنا آشیان ہے
خورشید غبار میں نہان ہے
رکھا اوسے حفظ آبرو سے
بہلاتی تھی دل وہاں پہ جاکر
رونے لگی غم سے خستہ دل ہو
اس باغ میں ہو بہار کس دن
حلقہ ہو مرے گلے میں آکر
موجود تھا اوس چمن میں اوس دم
کیون تو ہے برنگ گل جگر ریش
کس بار گران سے دوش خم ہے
دل جانتا ہے تیری گفتگو نے
ہے دل پہ الم سے زخم کاری
مشتاق نے ہاتھ پر بٹھایا
اب اوس سے جدا پھرون میں ہون
اس شور و فغان سے گیا ہوں جنگل
ڈھونڈھون کہین اوسکا پتا نشان
طوطا ہوا اوسکو جی سے پیارا
شادی سے ہوا سپند بر آذر
ہرگز نہ لگا کہین ٹھکانا
جنگل ہوا غمزدون کا ڈیرا
آیا جو ملے وہ دونون مجبور
ہوتے ہوئے صبح کو چلے ساتھ

طوطا نہیں تھا وہ خضر رہبر
وہان مہرنگار بھی کھڑی تھی
بولا کہ تجھے خبر سناؤن
جی دیتی ہون مین جسکے بدلے
بیکار سمجھ کر اوس گھڑی نیل
پہونچی خبر اوس گھڑی یہ شہ کو
تحقیق کیا تو پھر کھلا حال
بولا کہ امانت اپنی لیجے
کچھ دن رہا وہان پہ محفل آرا
رخصت ہو چلا وہان سے مسرور

لے جانے چلا وہان سے اوڑ کر
شہنے کی طرف نظر پڑی تھی
انعام اگر عوض مین پاؤن
ہے نقد حیات جسکے بدلے
دونون نے کیا وہ جسم تبدیل
آئے ہرن چمن مین اجنبی دو
خود صاحب خانہ ہے خوش اقبال
گھر ہے یہان سے چین کیجے
ثروت کا جمایا ٹھاٹ سارا
لے ساتھ وہ دونون ماہ پیکر
گھر چلتا ہون دل مین آگیا جوش سا

دونون کو اوسی چمن مین لایا
دیکھا کہ وہ سبز پوش آیا
بولی یہ ہے کیسی اوبھی تقریر
بیچین ہوئی وہ جب کہ یاد آیا
مہجور کو لے گلے لگایا
آشفتہ ہوا یہ حال سنکر
تشریف وہان پر آپ لایا
سلطان نے کیا جو لطف کامل
پھر دل نے کہا کہ اب وطن چل
ہے پیر مغان کی یہ گفتگو پسند
ہو جاے غم سفر فراموش

دکھ درد وہ اون سبھے سب مٹایا
پوچھا خبر جب یک لایا
جلدی کے مقام پر یہ تاخیر
لایا نہین تاب شاہزادہ
شبنم کو برنگ گل ہنسایا
آیا یہان غنچہ کی طرح پر
مہمانداری سے پیش آیا
شہزادہ ہوا بہت قوی دل
اے شمع مسرت انجمن چل
ساقی مجھے ہے تو کر دے خرسند

پہونچنا شاہزادہ کا مع انجمن آرا و ملکہ مہرنگار اور طوطے کے اپنے وطن مین

آتا ہے جو گھر مین شاہزادہ
کی سیر جہان مسافرانہ
آیا جو نصیب یاور ہی پر
حاصل ہوئی سب جو آرزو تھی
چمکی سر نو سے فوج ساری
ملکہ مہ طلعت انجم آرا
اون سب کا ہوا بخیر انجام

تھکا ادھر سے دنون کا اختر
فرقت کی عذاب سے چھٹا جی
ہون آمد موسم بہاری
یکجا ہوئین تینون ماہ پارا
ہو ہمتون سے لگا سرور کا جام
ہے ساقیا تیرا لطف سرشار

ملکہ یا یہ اون سے چین پائی
چھوڑے سب لوگ آشنا سا
اس ٹھاٹ سے جب وطن مین آیا
آپس مین اوٹھا جو پردۂ شرم
اب تیرے ہی کرم سے یا الٰہی
مسرور کیا دکھایا گھر بار

ہر کب سے قلم روان ہو زیادہ
دیکھا نیک و بد زمانہ
چھوٹی ہوئی سب جماعت آئی
گلشن سے چلے نسیم آسا
مان باپ نے بھی سرور پایا
صحبت ہوئی اختلاط کی گرم
انجام بخیر ہو مرا بھی

خاتمہ

حمد و شکر کہ ذکر یان عالم
خوش لوگ تھے جن کا نام تھا کام
پھیرا نہ بلا سے منھ کو زنہار
عبرت کا مقام یہ جہان ہے
افسانہ فقط نہ جان اسکو
خمخانۂ عشق کا یہ ہے جام

ہے خلق مین اب تلک نکونامی
نکل راہ مین آو پھر ہوا خار
پر عقل و تمیز وہ کہان ہے
سرمایۂ ہوش مان اسکو
مسرور ہو پیکر لے ولا رام

کیا ذہن کو تیرے لوگ جو کیا عزم
نیرنگی چرخ پر نظر کر
خوش گذری جو دن وہ مغتنم جان
ہے مخزن عشق لفظ و مضمون
گلزار خیال کا چمن ہے

انجام بخیر کر چکے ہم
چھوڑا نہین ہے بزم یار نہ رزم
دکھلاتا ہے رنگ سو طرح پہ
ہو جاتا ہے دم مین اور سامان
کر دیتا ہے اہل دل کا دل خون
پر نور یہ شمع انجمن ہے

اس باغ میں ہیں گل معانی
گر دیکھیے لطف سے ہے گلزار
ہوں اہل نظر سے آرزومند
اہل نظر اس پہ جو سپاہ ہوں مسرور
اس راہ میں تو نے جو بنایا
وہ ہے کہ خار جس سے ہو دور
کر جبکہ جناب ایزد پاک

تمت

فیضان بہار نکتہ دانی
ورنہ ہے تمام دشت پرخار
پر خوف ہے جب ایسے ہوں حسد مند
حاسد کی نگاہ سے ہے دور
ہے حسن قبول بار الہا
دل تشنۂ خرمی سے ہو چور
جینے وہ جو مجھکو تشنا اور اک
زینت دہ بزم دوستان ہے

ہے حسن صفات سنبل و گل
پر ہووے اگر نگاہ کامل
عیبوں پہ مگر نظر نہ ڈالیں
ارباب نظر جو خطا و شائیں
ساقی نے کیا جو لطف کامل
فارغ بیان اب بان کو تھام
گو غنچے کے باغ کی ہیں یہ پھول
نظارگیوں کو بوستان ہے

افسانہ جا نگر اے بلبل
صحرا سے بھی کچھ ہو لطف حاصل
ہر چند کہ منہ سے بد نکالیں
مجھکو بھی دعا سے یاد لائیں
سب بادہ جو اس سے در حاصل
منظور تھا جتنا وہ ہوا کام
گلدستہ گر بنا ہے مقبول

بالخیر

خاتمۃ الطبع

انجمن آرایان محفل عیش و سرور کو بشارت ہو کہ ان دنوں یہ راح روح افزا قصۂ محبت انتما سراپا عشق میں بھرا کہ جسکو
اول نثار بے عدیل سخنور نازک خیال شاہ معروف و مشہور مرزا **رجب علی بیگ** سرور نے بہ نہایت فصاحت و کمال بلاغت
محاورات اردو میں بہ نثر دلچسپ لکھا اور ایسے قصہ ہر نگار و جان عالم کو کہ فی الواقع از بس در و غرائب ہے موسوم
فسانہ عجائب ہوا اور پھر اوسی معشوقہ ماہ طلعت دل آویز اد نثر فرحت انگیز کو منشی **بھولا ناتھ** صاحب
متخلص **بفارغ** زیور نظم سے مرصع کرکے **فسانہ عجائب منظوم** نام رکھا احباب کی خوشی سے
کلام رکھا سبحان اللہ **فارغ** خوش بیان نے اس حکایت میں مضامین عجیب و غریب کے
دریا بہا دیے ناظمان جہان کو ہوش و خرد کو طاق پر اوٹھا دیے مطبع اقبال
مطلع جناب فیض مآب الاحطاب منشی صاحب عالی تبار کوہ تمکین در وقار گوہر
بحر مروت لعل کان جود و ہمت اخلاق مجسم **منشی نول کشور**
مکرم دام اقباله و زاد اجلاله مقام **کانپور** با اہتمام
منشی بشیشر دیال ماہ جنوری سنہ [illegible]ع
میں بار چہارم منطبع ہو کر مطبوع طبایع
عشاق ہوا پسند خاطر
دانشمندان دیار و
آفاق ہوا